نے اُس کے ایک اسلامی مملکت ہونے کو تسلیم کر لیا اور ٹھیک ۲۴ روز بعد پوری آئینی پوزیشن کا جائزہ لے کر یہ اعلان کیا کہ اب اس ریاست کی شرعی حیثیت سابق غیر مسلم ریاست سے بالکل مختلف ہو چکی ہے، اب اس کی ملازمت جائز ہے، اس کے قوانین اپنی عارضی نوعیت میں قابلِ تسلیم ہیں۔ اس کی عدالتوں میں جانا حلال ہے، اور اس کی اسمبلی و پارلیمنٹ کے انتخابات میں ہر حیثیت سے حصہ لیا جا سکتا ہے۔ اس دستوری تغیّر کے ساتھ جماعت نے اپنی پالیسی میں بھی یہ تغیّر کیا کہ وہ آئندہ اس ملک کے انتخابات میں حصہ لے کر آئینی طریقوں سے اس کو مکمل دارالاسلام بنانے کی کوشش کرے گی — یہ ہماری تحریک کی تاریخ میں ایک اہم نقطۂ انقلاب تھا جس نے ہمارے لئے ایک طریق کار کے بجائے دوسرے طریق کار کا دروازہ کھول دیا۔ اب ایک باقاعدہ اسلامی مملکت بن جانے کے بعد یہ دارالعدو نہیں رہی جس کے خلاف جدوجہد کرنا ہمارا کام ہو، بلکہ دارِ دوست، ہمارا اپنا دار بن گئی جسے بنانا، سنوارنا اور ترقی دینا ہمارا کام ہو گیا۔

اس کے بعد سے جماعت جس لائحۂ عمل پر کام کر رہی ہے وہ چار بڑے بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔

اوّل یہ کہ اس مملکت کو ان تمام فکری اور عملی رجحانات سے بچایا جائے جو اسے اسلام کے راستہ سے منحرف کرنے والے ہیں۔

دوم یہ کہ عوام الناس کی ذہنی اور اخلاقی اصلاح کی جائے یہاں تک کہ ہمارا معاشرہ جاہلیت کی بنیادوں سے ہٹ کر اسلام کی صالح بنیادوں پر قائم ہو اور اس قابل بن جائے کہ اس میں برائیاں دبیں اور بھلائیاں نشوونما پا سکیں۔

سوم یہ کہ ہماری اس نئی مملکت کی تعمیر لازماً انہی بنیادوں پر ہو جو قراردادِ مقاصد میں متعین کر دی گئی ہیں اور کسی ایسی تدبیر کو نہ چلنے دیا جائے جو قراردادِ مقاصد کو بالائے طاق رکھ کر یہاں ایک غیر اسلامی طرز کا نظامِ حکومت قائم کرنے کے لئے اختیار کی جائے۔

چہارم یہ کہ آئینی ذرائع سے اس مملکت کی موجودہ قیادت کو ایک صالح قیادت سے تبدیل کیا جائے

اور اسے بروئے کار لاکر قوانین، نظم و نسق تعلیم، مالیات، معاشی نظام، فلاح عمومی، دفاع اور خارجی سیاست میں ایسی اصلاحات کی جائیں جن سے پاکستان دنیا میں اسلام کی صحیح نمائندہ ریاست بن جائے۔

ہمارے پروگرام کو اس لحاظ سے تقسیم کرنا تو مشکل ہے کہ ان مقاصد میں سے ہر مقصد کے لئے جو کام ہم کر رہے ہیں اس کو الگ الگ بیان کیا جاسکے۔ کیونکہ یہ سب مقاصد ایک دوسرے کے ساتھ گہرا ربط رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا جاسکتا جو دوسرے مقاصد کی خدمت نہ کرتا ہو۔ تاہم بیان کوشش کی جائے گی کہ ان میں سے ہر مقصد کی تھوڑی سی تشریح کرکے یہ بتایا جائے کہ اس کی خدمت کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں اور آگے کرنا چاہتے ہیں۔

گمراہی کی تحریکوں میں سے جماعت صرف بڑی اور بنیادی گمراہیوں کی طرف متوجہ ہے۔ باقی رہیں چھوٹی گمراہیاں تو وہ درحقیقت طفیلی ہیں، اپنے بل بوتے پر قائم نہیں ہیں بلکہ کسی نہ کسی بڑے شجر خبیث کی جڑوں سے غذا حاصل کر رہی ہیں اور اسی کے سہارے جی سکتی ہیں۔ اسی لئے جماعت نے ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی ہے، اگرچہ ان میں سے ہر ایک اس خطرے کو بھانپ رہی ہے جو جماعت کے کامیاب ہونے کی صورت میں اسے لاحق ہوسکتا ہے۔ جماعت اس بات کو خوب سمجھتی ہے کہ یہاں اسلام کی اصل مزاحم دو ہی طاقتیں ہیں:

ایک اشتراکیت، جس کے پاکستانی علمبردار چاہے بہت طاقتور نہ ہوں مگر اس کی پشت پر ایک عالمگیر تحریک اور ایک زبردست لٹریچر اور ایک جہاں کشا فوجی طاقت ہے۔ یہی چیز ہے جو ہمارے لئے درجۂ اول کا خطرہ بناتی ہے۔ اس کے نظریات سے محض کھلے کھلے اشتراکی ہی متاثر نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ہوائی زہر کی طرح پوری اجتماعی فضا میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ طلبہ، پروفیسر، ادیب، اخبار نویس، سیاسی پارٹیوں کے لیڈر اور کارکن، فوجی افسر، سول محکموں کے عہدہ دار، غریب عوام، مزدور اور کسان، حتیٰ کہ بہت سے مذہبی لوگ بھی دانستہ یا نادانستہ ان نظریات سے مغلوب، متاثر اور ماؤف ہیں۔ ان نیم اشتراکیوں کی نہ تعداد کسی کو معلوم ہے نہ ان کی اقسام ہی کا شمار کیا جاسکتا ہے۔ ان میں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں

کی بھی ہے جو اشتراکیت اور اشتراکیوں پر تو لعنت بھیجتے ہیں مگر خود اشتراکی دماغ سے سوچتے اور اشتراکی زبان میں کلام کرتے ہیں اور قرآن و حدیث تک سے اشتراکیت نچوڑ لاتے ہیں۔

دوسری مزاحم طاقت مغربی الحاد و فسق اور اباحیت ہے جو ہمارے اس ملک میں ڈیڑھ سو برس کی تاریخ رکھتی ہے، جسے انگریزی تعلیم و تہذیب اور سیاست نے مدت دراز تک دودھ پلا پلا کر پالا ہے، جسے چلتے چلتے انگریز اپنے خلف الصدق کی حیثیت سے مسندِ اقتدار سونپ گیا ہے، اور جسے یہاں مغربی طاقتوں کی پشتیبانی بھی حاصل ہے۔ چاہے سیاسی مقاصد اور معاشی اغراض میں اس کے اور اشتراکیت کے درمیان کتنے ہی اختلافات ہوں، مگر دونوں ایک ہی مادہ تہذیب کی پیداوار ہیں اور الحاد و فسق اور اباحیت میں اشتراکی اور غیر اشتراکی متغربین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسلئے جہاں تک حقیقی اسلام کے اثر و قیام کا راستہ روکنے کا تعلق ہے، دونوں اس کام میں متحد ہیں، اور ان کی متحدہ کوشش یہ ہے کہ یہاں اسلام کے نام سے ایک ایسی تہذیب اور ایسے تمدن کو رائج کیا جائے جو اپنی کسی خصوصیت میں امریکہ، برطانیہ فرانس اور روس کے تمدن و تہذیب سے مختلف نہ ہو اور جس میں اسلام کی مقرر کی ہوئی حدود میں سے کوئی حد قائم نہ رہنے پائے۔

جماعت اسلامی کا اصل تصادم انہی دو طاقتوں سے ہے۔ علماء کرام خواہ مخواہ بیچ میں آکھڑے ہوئے ہیں، یا "کودیا" بنا کر لا کھڑے کیے گئے ہیں۔

کوئی تہذیبی و تمدنی حرکت جمود کی چٹانوں سے نہیں روکی جا سکتی۔ اس کو اگر روک سکتی ہے تو ایک متقابل کی تہذیبی و تمدنی حرکت ہی روک سکتی ہے۔ ہمارے ہاں اب تک سیلابوں کا مقابلہ چٹانیں کرتی رہی ہیں۔ اسی لئے ہمارے ملک سمیت قریب قریب تمام مسلمان ملک مغرب کے فکری و تہذیبی سیلابوں میں غرق ہوتے چلے گئے ہیں۔ اب ہم حرکت کا مقابلہ حرکت سے اور سیلاب کا مقابلہ جوابی سیلاب سے کر رہے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ساری کھوئی ہوئی زمین واپس لے سکیں گے۔ ہماری تحریک کسی ایک گوشے یا ایک میدان میں ان ضلالتوں کا مقابلہ نہیں کر رہی ہے بلکہ ہر میدان میں ہمارا اور ان کا تصادم ہے۔ ہم نے ان کے تمام نظریات اور عملی طریقوں پر تنقید کی ہے اور ان کی کمزوریاں کھول کھول کر سامنے رکھ دی ہیں۔ ہم نے ہر مسئلۂ زندگی کا حل ان کے حل کے جواب میں پیش کیا ہے اور

دلائل سے انکو معقول ثابت کر چلے ہیں۔ ہم انکے ادب کے مقابلہ میں ایک صالح ادب لائے ہیں، انکے فلسفے کے مقابلہ میں ایک بہتر فلسفہ لائے ہیں، انکی سیاست کے مقابلہ میں ایک زیادہ مضبوط سیاست لائے ہیں، اور ہماری صفوں میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف قال اللہ وقال الرسول جاننے والے ہی نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ قال ہیگل وقال مارکس وقال فرائڈ بھی انہی کے برابر جاننے والے ہیں۔ درس گاہوں میں جہاں ان کی فکر اور تہذیب کی اشاعت کرنیوالے موجود ہیں وہیں انہی کی ٹکر کے فکری و تہذیبی مبلغ ہماری طرف سے بھی موجود ہیں حکومت کے ہر شعبے میں ان کا زہر پھیلانے والے اگر اپنا کام کر رہے ہیں تو ہمارے تریاق کے حاملین بھی بیکار نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کو نکالنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے لیکن اب خدا کے فضل سے ان سب کو چن چن کر نکال پھینکنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے اور انشاء اللہ تجربہ ثابت کر دیگا کہ کسی متحرک نظام فکر و عمل کے متاثرین کو چن چن کر چھانٹ پھینکنا صرف ایک بیوقوف ہی ممکن العمل سمجھ سکتا ہے ۔۔۔ سوسائٹی کے ہر طبقے میں ان کے اثرات کے بالمقابل ہمارے اثرات بھی کم یا زیادہ کارفرما ہیں مزدور اور کسان اور محنت پیشہ عوام جو اب تک ان کا اجارہ بنے ہوئے تھے، بتدریج انکے اثر سے نکل کر ہمارے اثر میں آتے جا رہے ہیں۔ اور ایک طاقتور رائے عام غیر اسلامی افکار و اخلاق و اطوار کے خلاف تیار ہوتی جا رہی ہے۔ ان سب پر مزید یہ کہ انقلاب قیادت کیلئے ہماری تحریک کی زد براہ راست اس اقتدار پر پڑتی ہے جس کے سہارے یہاں محض فرنگیت ہی نہیں، دوسری تمام چھوٹی بڑی ضلالتیں بھی پرورش پا رہی ہیں۔ پھر اس کشمکش کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ اس کے دونوں فریق اپنے اپنے نظریات ہی کی نمائندگی نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس مخصوص کیریکٹر کی بھی نمائندگی کر رہے ہیں جو ان نظریات کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ ایک طرف اگر اشتراکی اپنے اشتراکی اخلاق اور متفرنجین اپنی فرنگی سیرت کے ساتھ میدان میں موجود ہیں تو دوسری طرف جماعت اسلامی بھی خالی خولی تقریریں اور تحریریں اور اجتماعی سرگرمیاں لئے ہوئے سامنے نہیں آگئی ہے بلکہ وہ انفرادی سیرت اور جماعتی اخلاق بھی ساتھ لائی ہے جو اسلام کی اگر مکمل نہیں تو کم از کم صحیح نمائندگی ضرور کرتا ہے۔ اس کے اثرات جہاں جہاں بھی پہنچ رہے ہیں وہاں اسلامی خیالات کے ساتھ اسلامی تہذیب اور اسلامی اطوار کا مظاہرہ پورے فخر کے ساتھ سر اونچا کرتے ہوئے کیا جا رہا ہے، اور وہ کیفیت ختم ہو رہی ہے کہ ماڈرن سوسائٹی میں ایک شخص نماز تک چھپتے ہوئے شرماتا تھا اور ایک خاتون برقع اوڑھنے پر لاکھ معذرتیں کرکے بھی ڈرتی تھی کہ معلوم نہیں ایک بد خیالی کا دھبا اسکے دامن سے مٹا یا نہیں

سنہ ۴۹ء اور ۵۰ء میں ہم نے ان ضلالتوں کے مقابلہ کیلئے اپنے پچھلے لٹریچر پر جن چیزوں کا اضافہ کیا وہ یہ ہیں:۔

۱۔ سود حصہ دوم۔ ۲۔ مسئلہ ملکیت زمین ۳۔ قومی ملکیت ۴۔ پاکستانی عورت دوراہے پر۔